عالمی یوم غربت بڑی بڑی تقریریں کر کے منایا گیا

محمد مصدق

18 اکتوبر 2008 روزنامہ نوائے وقت

ٹالسٹائی نے ایک خوبصورت کہانی لکھی۔ میرے پاس ایک نوجوان آیا اور کہنے لگا کہ میں غربت اور بے روزگاری کی وجہ سے خودکشی کرنا چاہتا ہوں، میری مدد کرو اور کوئی ایسا طریقہ بیان کرو کہ زیادہ تکلیف نہ ہو۔ ٹالسٹائی نے چند لمحے نوجوان کی طرف دیکھا اور کہا ''تم سے کس نے کہا ہے کہ تم غریب انسان ہو''۔ اس نوجوان نے کہا ''میری جیبیں چیک کرلو کوئی پیسہ نہیں ہے''۔ ''چلو ایسے کرو مجھے اپنی آنکھیں ایک لاکھ ڈالر میں فروخت کردو''۔ نوجوان نے نفی میں سر ہلایا۔ ''اچھا ایسے کرو اپنے دونوں بازو پچاس ہزار ڈالر میں بیچ دو''۔ نوجوان نے نفی میں جواب دیا۔ غرض ٹالسٹائی مختلف اعضاء کی قیمت لگاتا رہا اور نوجوان انکار کرتا رہا۔ آخر میں ٹالسٹائی نے کہا کہ میں نے تمہیں پانچ لاکھ ڈالر کی آفر دی جو تم نے مسترد کردی ہے۔ کیا جس کے پاس پانچ لاکھ ڈالر کے اعضاء ہوں وہ ایک غریب آدمی کہلا سکتا ہے۔ یہ سن کر نوجوان کی آنکھیں کھل گئیں اور اس کی زندگی تبدیل ہوگئی اور وہ ایک نارمل کھاتے پیتے انسان کی طرح زندگی بسر کرنے لگا۔

آج دنیا بھر کی طرح پاکستان میں بھی یوم غربت بڑی بڑی تقریریں کر کے منایا گیا۔ اب یہ الگ بات ہے کہ سننے والوں کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی پارلیمنٹ کے ان کیمرہ اجلاس کی تھی جہاں پچاس کے قریب معزز اراکین پارلیمنٹ بیٹھے ہوئے تھے اور سپیکر قومی اسمبلی افسوس اور حیرت کا اظہار کر کے کہہ رہی تھی کہ کیا ممبران کو خیال نہیں ہے کہ انہوں نے ووٹروں کے پاس واپس بھی جانا ہے۔ لیکن ممبران کو تو علم ہے کہ وہ جب بھی ووٹروں کے پاس واپس آئیں گے تو نئے سبز باغ دکھا دیں گے اور ووٹر ایک بار پھر ان کو ووٹ دیں گے۔

اس وقت اگرچہ بے ہنگم مہنگائی کا دور ہے اور ایسی افراتفری ہے کہ کوئی بھی عوام کی بھلائی کے لیے کلمہ خیر کہنے کا روادار نہیں ہے جس کا تمام فائدہ پیداواری ادارے اٹھا رہے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے قیمتیں بڑھا دیتے ہیں۔ پٹرول کی قیمت میں جب اضافہ کی سمری آتی ہے تو فوراً

دستخط کر دیئے جاتے ہیں لیکن پندرہ اکتوبر کے موقع پر قیمتوں میں کمی کی سمری آئی تو دستخط کرنے سے انکار کر کے اعلان کر دیا گیا کہ فی الحال پرانی قیمتیں نافذ رہیں گی۔ کسی ممبر پارلیمنٹ نے سوال نہیں کیا کہ عوام کے ساتھ اتنا ظلم کیوں کیا جا رہا ہے۔ لیکن وہ احتجاج کیسے کریں وہ تو ان کیمرہ سیشن میں بیٹھے ہیں۔

پاکستان میں مختلف این جی اوز اور حکومتی اداروں کی مختلف پالیسیوں کے نتیجہ میں غربت کم ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے اور پوری سٹڈی کی تو صرف ایک بات سامنے آئی کہ وہاں عوام غربت کی لکیر کے نیچے سے اوپر آئے ہیں جہاں این جی اوز نے تھوڑی سی امدادی رقم یا عرف عام میں مائیکرو کریڈٹ کے ذریعے فیملیز کی مدد کی ہے۔ ایسے اداروں میں ''اخوت'' کی پرفارمنس حیرت انگیز ہے اور پاکستان میں اس ایک ادارے کی پرفارمنس ڈاکٹر یونس کے گرامین بینک سے بہتر ہے جسے اب امریکی حکومت نے نیویارک میں غنڈوں کو برسر روزگار کرنے کیلئے مائیکرو کریڈٹ تقسیم کرنے کے لیے بلایا ہے۔

ہم ڈاکٹر امجد ثاقب سے صرف ایک سوال کیا۔ ''غربت ختم کرنے کا آسان ترین راستہ کونسا ہے؟'' وہ بولے ''جب تک عام انسان کو اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں کیا جائے گا اتنی دیر تک غربت کا مکمل خاتمہ ممکن نہیں ہے''۔ نئے بجٹ میں اعلان کردہ پالیسی کے مطابق 34 ارب روپے وفاقی حکومت ایم این اے اور سینیٹرز کی معرفت اور بیس ارب روپے ایم پی ایز کی معرفت فی کس ایک ہزار روپیہ غریبوں میں تقسیم کیئے جا رہے ہیں۔ ایک سال کے بعد اس مد میں کوئی رقم نہیں ہوگی اور لاکھوں لوگ کھلے ہاتھ لیکر کھڑے ہوں گے۔ وفاقی اور صوبائی حکومت 54 ارب روپے کو اگر طریقے سے تقسیم کرے تو سالانہ پانچ لاکھ گھرانوں کو برسر روزگار ہونے کا موقع ملے گا اور مزید رقم کی ضرورت بھی نہ پڑیگی۔ یہی رقم واپس ملے گی اور آئندہ مزید لوگوں کے کام آئے گی خدا کیلئے اتنی خطیر رقم کو اس طرح ضائع نہ کریں غربت مٹانے کیلئے اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔